دیہات کے ٹھیکہ کی صحت کے طلبگار کیلئے بہترین مہمانی

اجود القریٰ لطالب الصحۃ فی اجارۃ القریٰ

۱۳۰۲ھ

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

اجود القرٰی لطالب الصحۃ فی اجارۃ القرٰی

(دیہات کے ٹھیکہ کی صحت کے طلبگار کیلئے بہترین مہمانی)

مسئلہ ۲۲۰ ب از بدایوں ۷ رجمادی الاولٰی ۱۳۰۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ ٹھیکہ دیہات کا جو فی زمانناشائع و ذائع ہے، جس کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ زمین تو مزارعین کے اجارہ میں بدستور ہے، اور توفیر مستاجر کو ٹھیکہ میں دے دی گئی کہ اس قدر توفیر کا گاؤں اتنے میں تمہیں ٹھیکہ دیا، بحساب اقساط اس قدر بلاعذر کمی وصول وغیرہ ادا کرو، پھر اگر ٹھیکہ دار نے رقم معین سے کسی قدر اگرچہ ایک پیسہ ہو یا ہزار روپیہ زائد وصول پایا وہ اس کا حق سمجھا جاتا ہے، اور وصول میں کمی رہے تو اس مقدار کا اپنے گھر سے پورا کرنا پڑتا ہے، یہ طریقہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور بر تقدیر بیشی مستاجر کو قدر زائد اور درصورت کمی موجر کو مقدار باقی لینا حلال ہے یا نہیں؟ اور اگر اسے ناجائز کہا جائے تو کیا فرق ہے کہ مزارعین کو زمین ٹھیکہ پر دینا جائز ہے، اور یہ

صورت ناجائز۔ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا (بیان کیجئے اجر حاصل کیجئے۔ ت)

الجواب

یہ ٹھیکہ شرعاً محض باطل و ناجائز ہے، ہرگز ہرگز کوئی صورت اس کے جواز و حلت کی نہیں، نہ یہ معاہدہ کسی قسم کا اثر پیدا کرسکے، نہ عاقدین پر اس کی پابندی ضرور، بلکہ فی الفور اس کا ازالہ واجب، نہ مقدار وصول میں ٹھیکہ دار کا کچھ حق، نہ گاؤں سے اس کو کسی قسم کا تعلق۔ اس پر فرض ہے کہ جس جس قدر منافع خالص وصول ہو کوڑی کوڑی مالک کو ادا کرے، خواہ وہ رقم معین سے زائد ہو یا کم، اگر ایک پیسہ اس میں سے رکھ لے گا اس کے لئے حرام ہوگا، نہ مالک کا مقدار وصول سے زیادہ میں کچھ استحقاق، مثلاً ہزار کو ٹھیکہ دیا نو سو وصول ہوئے، تو اسی قدر مالک کے لئے حلال ہیں نو سو روپے سے کوڑی زائد لے گا تو اس کے لئے حرام محض ہے اور گیارہ سو کی نشست ہوئی تو یہ پورے گیارہ سو خاص مالک کے ہیں، ٹھیکہ دار[عہ] کا ان میں ایک حبہ نہیں یہاں تک کہ اگر ٹھیکہ دار توفیر سے دست بردار ہو کر یہ چاہے کہ حق محنت میں کچھ اجرت ہی پاؤں، تو اس کا بھی مطلق استحقاق نہیں،

لانہ انما عمل لنفسہ والباطل شرعالاینقلب صحیحا بالتراضی فیجب علیھما التخلی عنہ ازالۃ للمنکر وقد اوجبوا التفاسخ فی العقود الفاسدۃ تاثما فما ظنک بالباطلۃ۔

کیونکہ اس نے اپنے لئے کام کیا ہے، اور شرعاً باطل چیز باہمی رضامندی سے صحیح نہیں بن سکتی تو دونوں پر اس سے علیحدگی ضروری ہے تاکہ گناہ کا ازالہ ہوسکے جبکہ فقہاء کرام نے فاسد عقود میں فسخ کرنا لازم قرار دیا ہے تو باطل عقود میں تیرا کیا خیال ہے۔ (ت)

جن لوگوں کے پاس کسی حقیتِ دیہی کا چند سال تک ٹھیکہ رہا ہو اُن پر فرض ہے کہ تمام برسوں کی واصلباقی بلحاظ تحصیل خام لگا کر ایک دوسرے کے مواخذہ سے پاک ہوجائیں مثلاً زید نے عمرو کو اپنا گاؤں بعوض ایک ہزار روپے کے تین برس تک ٹھیکہ دیا اور تین ہزار روپے وصول پائے، اب دیکھا جائے کہ عمرو کو ان برسوں میں کیا وصول ہوا تھا، اگر ہر سال مثلاً بارہ سو روپے پائے تھے تو اس پر چھ سو روپے زید کے واجب الادا تھے اور ہر سال آٹھ سو روپے ملے تھے تو چھ سو اس کے زید پر رہے، اور ایک سال ہزار پائے تھے، دوسرے سال آٹھ سو، تیسرے سال بارہ سو، تو دونوں بے باق ہیں افسوس کہ عام بندے یہاں تک کہ علماء اس مسئلہ سے سخت غافل ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

عہ فی الاصل "کشکنہ دار" لعلہ زلۃ من الناسخ ۱۲۔

العلی العظیم۔

اصل کلی یہ ہے کہ جس طرح عقد بیع اعیان پر وارد ہوتا ہے یونہی اجارہ ایک عقد ہے کہ خاص منافع پر ورود پاتا ہے جس کا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ ذات شیئ بدستور ملک مالک پر باقی رہے، اور مستاجر اس سے نفع حاصل کرے، جو اجارہ خاص کسی عین و ذات کے استہلاک پر وارد ہو، محض باطل ہے اَللّٰھُمَّ اِلَّا مَا اسْتَثْنَاہُ الشَّرْعُ کَاِجَارَۃِ الظِّئْرِ لِلْاِرْضَاعِ (ہاں مگر وہ جس کو شرع نے مستثنٰی کردیا جیسا کہ دودھ پلانے والی عورت کا اجارہ۔ ت) وغیر ذلک۔ اسی لئے اگر باغ کو بغرض سکونت اجارہ میں لیا جائز، اور پھل کھانے کے لئے ناجائز، کہ سکونت منفعت اور ثمر عین، گائے کو لادنے کیلئے اجارہ میں لیا جائز، دودھ پینے کو ناجائز، کہ لادنا منفعت ہے اور دودھ عین، حوض سنگھاڑے رکھنے کیلئے اجارہ میں لیا جائز، مچھلیاں پکڑنے کو ناجائز، کہ سنگھاڑے بونا منفعت ہے، مچھلیاں عین،

فی ردالمحتار عن البزازیۃ الاجارۃ اذا وقعت علی العین لاتصح فلا یجوز استیجار الآجام والحیاض لصید السمک اور رفع القصب وقطع الحطب او لسقی ارضھا او لغنمہ منھا وکذا اجارۃ المرعی، والحیلۃ فی الکل ان یستاجر موضعا معلوما لعطن الماشیۃ، ویبیح السماء والمرعی الخ[1]، وفی الفتاوی الخیریۃ لنفع البریۃ قد صرحوا بان عقد الاجارۃ علی اتلاف الاعیان مقصودا کمن استاجر بقرۃ لیشرب لبنھا، لاینعقد وکذلک لواستاجر بستانا لیاکل ثمرتہ[2]، والمسئلۃ مصرح بھا فی منح الغفار وکثیر من

ردالمحتار میں بزازیہ سے منقول ہے کہ جب اجارہ عین کی ہلاکت پر ہو تو صحیح نہ ہوگا جیسے پودوں کے ذخیرے اور حوض مچھلی پکڑنے اور ناڑ کاٹنے اور لکڑی کاٹنے یا ان زمینوں کو سیراب یا جانوروں کو پلانے کے لئے اور یونہی چراگاہ اجارہ پر لینا اور ان سب امور کے لئے حیلہ یہ ہے کہ وہاں کوئی معین جگہ جانور رکھنے کے لئے کرایہ پر حاصل کرے اور پانی اور چارہ کو مالک مباح کردے الخ، اور فتاوٰی خیریہ لنفع البریہ میں ہے کہ فقہاء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ عین چیز کو تلف کرنے پر اجارہ منعقد نہ ہوگا جیسے گائے دودھ کے لئے اور باغ کو اس کا پھل کھانے کے لئے اجارہ پر لینا، جبکہ یہ مسئلہ

---

[1] ردالمحتار کتاب الاجارۃ باب الاجارۃ الفاسدۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۳۹

[2] فتاوٰی خیریہ " دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۱۲۹

الکتب۔ | منح الغفار اور بہت سی کتب میں تصریح شدہ ہے۔ (ت)

اب اسی اجارہ کو دیکھئے تو یہ ہرگز کسی منفعت پر وارد نہ ہوا کہ زمین بغرضِ زراعت تو مزارعین کے ٹھیکہ میں ہے، بلکہ خاص توفیر یعنی زرحاصل یا بٹائی کا غلہ اجارہ میں دیا گیا اور اسی کا استہلاک مفادِ عقد ہوا، اذ من المعلوم ان الحبوب والنقود لا ینتفع بھا الا باتلافھا (اور ظاہر ہے دانے اور نقد زر سے ان کی ہلاکت کے بغیر نفع حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ ت) اور پُرظاہر کہ زر و طعام اعیان سے ہیں نہ منافع، اگرچہ محاورۂ ہندیان میں تمام حاصلات دیہی کو بلفظ منافع تعبیر کیا جاتا ہے، عین اشیائے قائمہ بالذات کو کہتے ہیں، اور منفعت معانی حاصلہ فی الغیر، عین امور محسوسہ کی جنس سے ہے اور منفعت معنی معقول، عین کو چند زمانے تک بقا ہے، اور منفعت ہر آن متجدد،

فی ردالمحتار المنفعۃ عرض لا تبقی زمانین۔[1] | ردالمحتار میں ہے نفع ایک عرض چیز ہے جس کا وجود دو زمانوں میں باقی نہیں رہتا۔ (ت)

اب نفس جزئیہ کی تصریحات علمائے کرام سے لیجئے، امام خیر الملۃ والدین رملی استاذ فاضل مدقق صاحبِ درمختار رحمہ اللہ تعالٰی علیہما فتاوٰی خیریہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

ان کانت الاجارۃ وقعت علی اتلاف العین قصدا فھی باطلۃ کما صرحت بہ علماؤنا قاطبۃ، وصار کمن استاجر بقرۃ لیشرب لبنھا لاتنعقد فاذا استاجر زید القری والمزارع والحوانیت لاجل تناول خراج المقاسمۃ او خراج الوظیفۃ او ما یجب علی المتقبلین من اجرۃ الحوانیت او لاجل تناول ثمرۃ الاشجار من بساتین القری وحصۃ الوقف من الزرع الخارج فالاجارۃ باطلۃ باجماع علمائنا لافرق | اگر اجارہ عین چیز کے اتلاف پر مقصود ہو تو باطل ہوگا جیسا کہ تمام علماء نے تصریح فرمائی ہے اور جیسے گائے کو دودھ کے لئے اجارہ پر ہوجائے گا جو منعقد نہ ہوگا تو جب زید نے دیہات زمین اور دکانیں اجارہ پر حاصل کیں تاکہ حصہ کی آمدنی یا مقررہ کرایہ وصول کرے یا دکانوں کا کرایہ حاصل کرے یا دیہاتوں کے باغات کے پھل کھائے یا اوقاف کی زمینوں کا فصلانہ وصول کرنے کے لئے اجارہ پر لے تو یہ اجارہ باجماع علماء باطل ہے اس میں زید و بکر کا

---

[1] ردالمحتار کتاب الاجارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۳

بین زید وبکر فی ذٰلک لانہا باطلۃ والحال ھذہٖ والباطل یجب اعدامہ لاتقریرہ فترفع ید زید وعمرو عن القری والسمن ارع والحوانیت[2]

کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ یہ باطل ہے جب یہ صورت ہے تو اس باطل کا ازالہ ضروری ہے نہ کہ اس کو بحال رکھنا جائز تو زید وعمرو کا قبضہ ان سے ختم کرنا ضروری ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

سئل فی الالتزام والمقاطعۃ علی مایتحصل من قریۃ الوقف من خراج مقاسمۃ وغیرذٰلک بمال معلوم من احد النقدین یدفعہ الملتزم ویکون لہ مایتحصل منہا قلیلا کان اوکثیرا ھل یجوز ام لا۔ اجاب، الواقع علیہ فی المقاطعۃ المشروحۃ اعیان لامنافع فہی باطلۃ بالاجماع، واذا وقعت باطلۃ کانت کالعدم[1] الخ ملخصا۔

آپ سے سوال ہُوا کہ وقف گاؤں کے حصہ کی وصولی کا ٹھیکہ وغیرہ مقررہ مال کے بدلے حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں، ٹھیکہ قلیل مال ہو یا کثیر ہو۔ تو جواب دیا کہ یہ ٹھیکہ عین اشیاء پر ہے منافع پر نہیں ہے لہذا یہ بالاجماع باطل ہے تو جب باطل ہے تو کالعدم ہے الخ ملخصاً (ت)

اسی میں ہے:

سئل ایضا فی تیماری أجر المتحصل من تیمارہ لاٰخر بمبلغ معلوم ھل تصح ام لا، اجاب لاتصح وعلی کل واحد منہما ردماتناولہ[2] الخ۔

کھجور کے باغ والے نے حاصل ہونے والے پھل کا مقررہ نقد پر دوسرے کو ٹھیکہ دیا کیا یہ صحیح ہے یا نہیں، انھوں نے جواب دیا کہ یہ صحیح نہیں ہے اور فریقین پر لازم ہے جو کچھ لیا دیا ہے واپس کریں الخ۔ (ت)

اسی میں ہے:

---

[1] فتاوٰی خیریۃ — کتاب الاجارۃ — دارالمعرفۃ بیروت ۲/۱۲۶

[2] " — " — " " " ۲/۱۲۶

[3] فتاوٰی خیریہ — " — دارالمعرفۃ بیروت ۲/۱۲۸

المقرر فی کلام مشائخنا باجمعهم ان الاجارة تملیك نفع بعوض وانها اذا وقعت علی استهلاك الاعیان فهی باطلة ومما صرحوا به ان من استاجر بقرة لیشرب لبنها اوکرما لیاکل ثمرته فهو باطل ومما یقطع الشغب قولهم "جعل العین منفعة غیر متصور" فاذا علم ان الاجارة اذا وقعت علی استهلاك الاعیان قصدا وقعت باطلة فعقد الاجارة المذکورة حیث لم یقع علی الانتفاع بالارض بالزراعة ونحوه بل علی اخذ المتحصل من الخراج بنوعیه اعنی الخراج الموظف والمقاسمة وما علی الاشجار من الدراهم المضروبة فهو باطل باجماع ائمتنا والباطل لاحکم له باطباق علمائنا واذا قلنا ببطلانه لزم المستاجر ان یرد جمیع ما تناوله من المزارعین من غلال ونقود وغیر ذلك۔[1]

ہمارے تمام مشائخ کے کلام میں ہے کہ اجارہ منافع کا عوض کے بدلے مالک بننے کا نام ہے اور اگر یہ عین چیز کو ہلاک کرنے پر منعقد ہو تو باطل ہوگا، اور ان کی تصریحات میں ہے کہ جو شخص گائے کو دودھ پینے کے لئے یا انگور کا درخت پھل کھانے کے لئے اجارہ پر لے تو یہ باطل ہے اور اس عمل کے غلط ہونے پر ان کا یہ قول قطعی ہے کہ عین چیز کو نفع بنانا متصور نہیں ہوسکتا، تو جب معلوم ہوجائے کہ اجارہ قصداً عین چیز کو ہلاک کرنے پر واقع ہوا ہے تو باطل ہوگا تو اجارہ مذکورہ جب زمین سے انتفاع پر نہیں بلکہ زمین سے حاصل آمدن کو وصول کرنے پر دو طرح سے یعنی مقررہ حصہ کی وصولی اور درختوں کے پھل کی وصولی کے عوض مقررہ دراہم، تو یہ ہمارے ائمہ کے اجماع کے مطابق باطل ہے اور باطل چیز کا ہمارے علماء کے اتفاق کے مطابق کوئی حکم نہیں ہے اور جب ہم نے باطل کہہ دیا تو مستاجر پر لازم ہے کہ اس نے جو کچھ مزارعین سے غلہ یا نقد وصول کیا واپس کرے۔ (ت)

اسی میں ہے:

اعلم ان الاجارة اذا وقعت علی اتلاف الاعیان قصدا کانت باطلة فلا یملك المستاجر ما وجد من تلك الاعیان بل هی

معلوم ہونا چاہئے کہ جب اجارہ قصداً عین چیز کو تلف کرنے پر ہو تو وہ باطل ہوگا مستاجر جو کچھ بھی ان اعیان چیزوں میں سے حاصل کرے وہ اس کا مالک

---

[1] فتاوٰی خیریہ کتاب الاجارہ دار المعرفۃ بیروت ۲/۳۶-۱۳۵

على ما كانت عليه قبل الاجارة فتؤخذ من يده اذا تناولها ويضمنها بالاستهلاك لان الباطل لايؤثر شيئا فيحرم عليه التصرف فيها لعدم ملكه وذلك كاستئجار بقرة ليشرب لبنها او بستان ليأكل ثمرته ومثله استئجار ما في يد المزارعين لاكل خراجه الذي يحصل بالمقاسمة فانه عين وقع عليها الاستئجار قصدا ومثله باطل كما علمت[1]

نہ بنے گا بلکہ یہ اجارہ سے قبل کی حالت پر ہوں گی لہذا مستاجر کے قبضہ سے واپس لی جائیں گی اور اگر وُہ ان کو ہلاک کرچکا ہو تو ان کا ضمان اس سے وصول کیا جائیگا کیونکہ کسی چیز میں باطل موثر نہیں ہوتا اس لئے اس پر ان میں تصرف حرام ہوگا کیونکہ وہ ان کا مالک نہیں ہے اور یہ گائے کے دُودھ یا باغ کو پھل کھانے کے لئے اجارہ پر لینے کی طرح ہوگا اور اسی کی مثل مزارعین سے مقررہ حصہ کی وصولی کا مالک بننے کے لئے ٹھیکہ لینا ہے کیونکہ یہ بھی عین چیز پر قصدًا اجارہ ہے اور ایسی صورت باطل ہے جیساکہ تو معلوم کرچکا ہے (ت)

اسی میں ہے:

الاجارة المذكورة باطلة غير منعقدة لما صرح به علماؤنا قاطبة من ان الاجارة اذا وقعت على اتلاف الاعيان قصدا لاتنعقد ولا تفيد شيئا من احكام الاجارة فاذا علم ذلك فليس للمستاجران يتناول شيئا من الغلال[2] اھ۔

مذکورہ اجارہ باطل ہے اور غیر منعقد ہے جیساکہ تمام علماء تصریح کرچکے ہیں کہ جب اجارہ قصدًا عین چیز کو تلف کرنے کے لئے ہو تو وہ منعقد نہیں ہوتا اور اجارہ کے احکام کے لئے مفید نہیں ہوتا، جب یہ معلوم ہوگیا تو مستاجر کو حق نہیں کہ وہ کوئی آمدن وصول کرے اھ (ت)

ردالمحتار علی درمختار میں ہے:

اما ما يفعلونه فى هذه الازمان حيث يضمنها من له ولايتها لرجل

لیکن وُہ عمل جو اس زمانہ میں کیا جارہا ہے کہ کارمختار کسی مقررہ معاوضہ پر زمینوں کے حصّہ

---

[1] فتاوٰی خیریہ کتاب الاجارۃ دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۱۱۹
[2] " " " " " " ۲/ ۱۱۷

بمال معلوم لیکون لہ خراج مقاسمتہا ونحوہ فہو باطل، اذ لایصح اجارۃ لوقوعہ علی اتلاف الاعیان قصدًا و لابیعا لانہ معدوم[1] اھ قلت وھٰکذا افصح بہ الفاضل المحقق مولٰنا امین الملۃ والدین محمد بن عابدین الشامی رحمہ اللہ تعالٰی صاحب رد المحتار علی درالمختار فی کتابہ النفیس الجلیل الحری بان یکتب علی الحناجر ولو بالخناجر المسمّٰی "بالعقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ" وغیرہ فی غیرہ والعبد الضعیف الاٰن فی قریۃ بعیدۃ عن وطنی لیس عندی ھٰھنا من الکتب الفقھیۃ الارد المحتار و الخیریۃ لولا ذٰلک لاثبت بتصریحات جلیلۃ اخری تفتح اعین الغافلین وفیما اوردنا کفایۃ للعاقلین، والحمد للہ رب العٰلمین۔

کی وصولی کو ٹھیکہ وغیرہ پر دے دیتا ہے تو یہ باطل ہے کیونکہ یہ اجارہ درست نہیں اس لئے کہ یہ عین چیز کو فنا کرنے پر اجارہ ہے اور بیع بھی نہیں کیونکہ وہ قابلِ وصول حصہ ابھی معدوم ہے اھ، میں کہتا ہوں اور یونہی فاضل محقق مولانا امین الملۃ والدین محمد بن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالٰی صاحبِ ردالمحتار حاشیہ درمختار نے اپنی کتاب جو کہ نفیس جلیل اس قابل ہے کہ اسکو حلقوموں پر لکھا جائے اگرچہ خنجروں سے لکھا جاسکے جس کا نام "العقود الدریہ فی تنقیح الحامدیہ" ہے اور دیگر علماء نے دیگر کتب میں فرمایا اور یہ ناتواں بندہ اس وقت اپنے وطن سے دُور ایک قریہ میں ہے میرے پاس سوائے ردالمحتار اور خیریہ کوئی بھی فقہ کی کتاب نہیں ہے اگر یہ عذر نہ ہوتا تو میں ایسی مزید تصریحات جلیلہ کو بیان کرتا جو غافل حضرات کی آنکھوں کو کھول دیتیں، اور جو کچھ میں نے ذکر کر دیا ہے وہ عقل والوں کے لئے کافی ہے، والحمد للہ رب العالمین۔ (ت)

ان نصوص صریحہ کے بعد بھی حکم میں کچھ خفا باقی ہے؟ اور یہیں سے ظاہر ہوگیا وہ فرق جس سے سائل سوال کرتا ہے کہ مزارعوں کو زمین بغرضِ زراعت دی جاتی ہے، وہاں اجارہ بونے جوتنے پر وارد ہوتا ہے کہ وہ منفعت ہے، نہ کسی عین کے استہلاک پر، فافترقا، اسی لئے امام خیرالدین نے ارشاد فرمایا:

عقد الاجارۃ المذکورۃ حیث لم یقع

مذکورہ عقد اجارہ زمین سے زراعت کے انتفاع وغیرہ

---

[1] ردالمحتار کتاب الاجارہ مسائل شتی فی الاجارۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/۵۷

على الانتفاع بالارض بالزرع ونحوه بل اخذ المتحصل[1] الخ كما اسمعناك نصه۔

پر واقع نہیں بلکہ متحصل کی وصولی پر ہوتا ہے الخ، جیسا کہ ہم نے ان کی نص آپ کو سنادی ہے۔ (ت)

معہذا کچھ فرق نہ سہی جب شرع مطہر سے اس کی حلت اور اس کی حرمت ثابت، پھر مجال مقال کیا ہے،

قالوا انما البيع مثل الربٰو واحل البيع وحرم الربٰو[2] والله تعالٰى المسئول لاصلاح احوال الامة المرحومة ولاحول ولاقوة الّا بالله العلى العظيم۔

انھوں نے کہا بیع بھی ربا کی طرح ہی ہے، حالانکہ اللہ تعالٰی نے بیع کو حلال اور ربا کو حرام فرمایا ہے، اور اللہ تعالٰی سے ہی امت مرحومہ کی اصلاح کے لئے سوال ہے، بھلائی کی طرف پھرنا اور نیکی کی قوت صرف اللہ بلند وعظیم سے ہے (ت)

ہوا یہ کہ جن لوگوں نے کسی وجہ سے اپنے دیہات کا کام خود نہ کرنا چاہا اور دوسرے کو بطور کار پردازی بتقرر تنخواہ سپرد کر دینے میں غبن کثیر ومحنت قلیل وبے پرواہی کارندگاں کا احتمال قوی سمجھا،

كما هو مشاهد فى كثير من ابناء الزمان الامن عصمه الله وقليل ماهم۔

جیسا کہ بہت سے اہل زمان میں یہ مشاہدہ ہے ہاں اللہ تعالٰی جس کو محفوظ فرمائے، اور وہ قلیل لوگ ہیں۔ (ت)

بخلاف اس صورت کے جب ایک شخص کے ذمہ رقم محدود باندھ دی جائے اور یہ قرار پائے کہ جہاں سے جانے اسے پورا کرے، یہاں تک کہ اس پر ضمانتیں یا ایک سال کی توفیر پیشگی لی جاتی ہے تو احتمال غبن کے تو کچھ معنی ہی نہ رہے، کوشش دلسوزی اول تو کیونکر نہ کرے گا، اور نہ بھی کرے تو اپنا کیا نقصان، اس قسم کی باتیں ذہن میں جما کر یہ عقد باطل عاطل ایجاد کیا حالانکہ یہ بھی ان کی نادانی کا نتیجہ تھا، کاش! اگر حضرات علماء لاخلا الكون عنهم وكثر الله فى بلاده امثالهم (کائنات ان سے خالی نہیں ہے اللہ تعالٰی ان جیسوں کی کثرت اپنے تمام بلاد میں فرمائے۔ ت) کی طرف رجوع لاتے تو ایسی صورت نکلنا ممکن تھی جس میں ان کا اطمینان بھی رہتا، ٹھیکہ دار کے سر رقم معین ہو جاتی غبن وغیرہ

---

[1] فتاوٰی خیریہ کتاب الاجارہ دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۱۳۵

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۷۵

کے خدشوں سے نجات ہاتھ آتی، اور موجر و مستاجر دونوں اکلِ حلال کھاتے نافرمانی ملک جبار سے امان پاتے مگر کم ہیں وہ پاک مبارک بندے جنھیں اپنے دین کا اہتمام ہے، الٰہی اس اذل و ارذل کو اپنے ان محبوبوں کا خاکپا بنا اور امتِ مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی اصلاحِ احوال فرما آمین بجاہ ھذا النبی الکریم علیہ وعلیٰ اٰلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم، واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔